معاشی تعلیم کی پسماندگی کے اسلامی معاشرے پر اثرات

از: ڈاکٹر عمر حیات عاصم سیال
اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی

اسلامی معاشر کے اخلاقی امتیازت:

اسلامی تمدن امتیازی اوصاف کے باعث منفرد تمدنی خصوصیات کا حامل معاشرہ تشکیل دیتا ہے اسلامی نظام حیات میں نظام معاشرت کو حددرجہ اہمیت حاصل ہے اسلام زندگی کے ہر پہلو پر انسان کی رہنمائی کرتا ہے اسلامی معاشرت کو تین درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حقوق اللہ، حقوق العباد کی ادائیگی اور اخلاقی محاسن جنہیں اعلی معاشرتی رویے، آداب معاشرت کا نام دیا جاتا ہے جو معاملات زندگی کی تعمیل و تکمیل کے اعتبار سے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ اسلامی معاشرے میں بحیثیت فرد کے حقوق اللہ کی ادائیگی و تکمیل فرض ہے جس کے بغیر ایمان ناقص رہ جاتا ہے۔ غیر ذمہ دارانہ طرز عمل بسا اوقات انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوتاہی کا ازالہ توبہ واستغفار سے ہوتا ہے اور اظہار ندامت اور عمدہ اخلاق، حسن عمل، فرض کی ادائیگی وہ اخلاقی محاسن ہیں جنہیں اعلی معاشرتی رویے، آداب معاشرت کا نام دیا جاتا ہے جو معاملات زندگی کی تعمیل و تکمیل کے اعتبار سے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی کا ازالہ توبہ واستغفار کے علاوہ اور اظہار ندامت اور عمدہ اخلاق، حسن عمل، فرض کی ادائیگی کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد کی تکمیل معاشرتی حسن کی ضمانت اور نظام زندگی کی نمو اور تحفظ ہے حقوق العباد کی ادائیگی کی تاکید حقوق اللہ کی نسبت زیادہ ہے اسلام کو یہ گوارا نہیں کہ نظام زندگی میں ایک دوسرے پر انحصار کرنے والے انسان ایک دوسرے کے حقوق غصب کریں۔ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال نہ رکھیں معاشرتی تحفظ میں اپنا کردار ادا نہ کریں۔ اپنی صفوں میں اتحاد مشترکہ مقاصد زندگی کا احترام ظلم وزیادتی سے اجتناب معاشرے کی ضرورت ہے۔ آج رشتوں کا لحاظ مذہبی فرائض کی تکمیل ہر جگہ انسان ذاتی مفاد کے باعث امن قائم کرنے میں ناکام رہا ہے جس کے نتائج معاشرتی انتشار ہر شعبہ زندگی میں پسماندگی کی شکل

میں خصوصاً اسلامی معاشرے میں تباہی کا باعث بن رہے ہیں۔ ہمارا معاشرہ موجودہ دور میں مغرب کی تقلید میں اسلامی اقدار سے بتدریج محروم ہو رہا ہے اس میں بری عادات بڑھتی چلی جارہی ہیں جن کے اثرات ہماری نسلوں کو تباہ کرر ہے ہیں۔ان میں دوسری برائیوں کے علاوہ ایک غیبت ہے۔غیبت انسانی تعلقات اور مشترکہ مفادات کو تباہ کرنے والی انسانی عادت ہے یہ انسانی عزوشرف کی منافی دلوں کے اندر شک وشبہ اور غلط فہمیاں پیدا کرنے والی نہایت مہلک تحریک ہے قرآن مجید میں اس برائی کو بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ارشاد ربانی ہے۔

﴿ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرهتموه واتقوا الله ان الله تواب رحیم﴾

ترجمہ:

"اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ دیکھو تم خود ہی اس سے نفرت کرتے ہو۔اللہ سے ڈرو اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔"[۱]

ہمارے معاشرے میں اخلاقی کمزوریاں مستقل جڑ پکڑ چکی ہیں۔اخلاقی زوال کے باعث صلاحیتیں زنگ آلود ہو کررہ گئی ہیں۔ہم شکل وصورت سے مسلمان نظر آتے ہیں۔احساس ذمہ داری کے اعتبار سے بحیثیت مجموعی ہماری حالت تشویش ناک ہے۔ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن صدیقی آج کے نوجوان کے خیالات اور عمل کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"ہمارا نوجوان مفت کی حد تک سستی تعلیم حاصل کرنے کا طلب گار ہے مگر کسی ان پڑھ کو خواندہ بنانے کے فرض سے بے گانہ ہے۔بے روزگار گریجویٹ وظیفے کا طلبگار رہتا ہے مگر حصول روزگار کے بعد وہ اس قرض حسنہ کو لوٹانے کا نام نہیں لیتا اسے اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ جو علم اس نے تقریباً بلا فیس دیئے حاصل کی ہے اس کا تھوڑا سا حصہ کسی ناخواندہ ہم وطن کو بانٹ دے۔ہمارا اہل کار اپنی مقررہ تنخواہ کا ایک ایک پیسہ گن کے وصول کرتا ہے۔مگر اپنے لئے مقرر کردہ وقت کار کو اس جیسے حساب کے ساتھ کام میں لانے کی ذمہ داری محسوس نہیں کرتا"[۲]

اسلامی معاشرے میں جہاں خامیاں ہیں وہاں خوبیاں کسی معاشرے سے کم نہیں آزمائش کی ہر گھڑی میں جس جرات کا مظاہرہ کیا گیا اس کی ایک جھلک 1965 پاک بھارت جنگ کے آغاز میں نظر آتی ہے

جس کی آج ضرورت ہے داؤ وعشکری اس جنگ کے دوران جذبہ جہاد سے سرشار پاکستان اسلامی معاشرہ کی جھلک اس طرح بیان کرتے ہیں۔

"صدر مملکت کے اعلان نے ساری قوم کو جھنجھوڑ ڈالا۔ لوگوں نے صدر کے نعرہ جہاد کا پر جوش خیر مقدم کیا۔ پوری قوم ایک ہی دن میں نہیں چند ساعتوں میں ایک نئے ولولے اور نئے جذبے سے سرشار ہوگئی۔ قوم کے تمام افراد اس عزم سے اٹھے کہ ہم مٹ تو سکتے ہیں لیکن دشمن کے آگے جھک نہیں سکتے۔ پاک فوج کے افراد اعلی تربیت یافتہ تھے۔ اور پھر جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ شجاعت، جرات اور جانبازی ان کا شیوہ تھا۔ اور ان کے سینے نور توحید سے معمور تھے۔ وہ اللہ کا نام لے کر اٹھے اور دشمن پر فی الواقع ٹوٹ پڑے" [3]

معاشی ترقی میں تعلیم کی اہمیت

تعلیمی اور معاشی پسماندگی اسلامی معاشرے کا سب سے بڑا المیہ ہے جس کے باعث کردار کی کمزوری ہر شعبہ زندگی میں اثر پذیر ہے۔ تعلیم ہی وہ ذریعہ ہے جس سے نئی نسل کی ذہنی تعمیر و ترقی کے ساتھ ساتھ معاشی وسائل کے حصول میں مدد ملتی ہے۔ معاشی آسودگی تعلیم سے وابستہ ہے اور کردار کی تعمیر معاشی کفالت کے بغیر مشکل ہے اخلاقی کمزوریاں معاشرتی برائیوں کی بنیاد بنتی ہیں۔ جنہیں اجتماعی حیثیت حاصل ہونے کے باعث قوم زوال پذیر ہوتی ہے۔ آج کے دور میں سائنس ٹیکنالوجی کی تعلیم مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ نہایت ضروری ہے۔ مسلمانوں کا تہذیبی ارتقاء اور مدافعت جدید دور کے تقاضوں کے مطابق تعلیم و تربیت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ مسلمان نام ہے۔ اعلی اخلاق و کردار کے عملی ثبوت اور جدید تعلیم یافتہ شخصیت کا جس کے کردار و عمل سے اسلامی تہذیب کا انسان کامل نظر آئے۔ یہ صرف حضور ﷺ کے نمونہ عمل اور اتباع کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ علامہ اقبال نے معاشی پسماندگی کو دور کرنے کیلئے معاشی تعلیم کو لازمی قرار دیا ہے اور تعلیمی اور معاشی پسماندگی کے بارے میں جو اظہار رائے فرمایا ہے۔ ڈاکٹر ممتاز حسن اقبال کی رائے کی تائید ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"اقبال نے قومی تعلیم کو معاشی ترقی اور ملکی پیداوار کی افزائش کا لازمی وسیلہ قرار دیا ہے۔ اور یہ وہ نکتہ ہے جو اکثر ماہرین اقتصادیات کی نگاہوں سے اوجھل رہا ہے۔ ذاتی طور پر مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ تعلیم اور اقتصادی ترقی لازم و ملزوم ہیں اور جب تک کسی ملک میں قومی تعلیم پورے طور پر عام نہ ہو وہ ملک اقتصادی ترقی نہیں کر سکتا'' [4]

معاشی تعلیم کی پسماندگی

عالم اسلام کی زبوں حالی کا یہ عالم اقتصادی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے ہم جن اداروں میں اقتصادیات کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ وہ سرمایہ دارانہ طرز زندگی اور اقتصادی حالات میں سود کو اہمیت دیتے ہیں جبکہ سود اسلام میں حرام ہے۔ اقتصادی میدان میں ناکامی کی سب سے بڑی وجہ مغربی نظام تعلیم ہے۔ ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن صدیقی عالم اسلام کی اس حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "ہمارے نوجوان اعلیٰ تعلیم ان کی درس گاہوں میں جا کر حاصل کرتے ہیں ہم اپنا معاشی نظام ان کے دیئے ہوئے نمونے پر بناتے ہیں۔ تہذیب وتمدن، لباس، مکان، مکان کی سج دھج، سامان تفریح اصناف سخن اور اسلوب تحریر سب کا سب ان ہی کا اپنائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ غرضیکہ ہم نے قریب قریب پورا لائف اسٹائل ترقی یافتہ مغربی ممالک کا اختیار کیا ہوا ہے۔ اپنے جسم خاکی اور ایمان وعقیدے کے علاوہ ہمارے پاس اپنا کچھ بھی نہیں ہے سب کچھ ان سے نقل کیا ہوا ہے۔" ۵

مسلمانوں میں دینی حمیت احساس ذمہ داری کام کی لگن اور محنت کا جذبہ انہیں دوسری قوموں میں مغفرد بناتا ہے۔ دنیا کے جس خطے میں مسلمانوں نے قدم رکھا اسے گلزار بنادیا برصغیر پاک وہند میں ان کا اقتدار تمام دیگر قوموں کیلئے باعث رہنمائی ٹھہرا ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن صدیقی مسلمانوں کے انتظامی شعبہ جات اور علوم میں ترقی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

> "مسلمانوں کی ترقی اس وجہ سے بحال ہوئی کہ ان میں تعمیر وترقی کیلئے ذہنی استعداد اور جسمانی صلاحیت دونوں لازمی عوامل پہلے سے موجود تھے۔ یہ اگر کند ذہن اور کاہل طبع ہوتے تو اس میں ترقی ممکن نہ ہوتی۔ برصغیر کے مسلمانوں کی یہ صلاحیتیں صدیوں سے آزمودہ تھیں اپنی ان صلاحیتوں کی وجہ سے انہوں نے اس پر سات صدیوں تک فرماں روائی کی تھی۔ برصغیر کے طول وعرض میں ان کی اٹھائی ہوئی پرشکوہ عمارات اس پر آج بھی گواہ ہیں۔" ۶

تعلیمی پسماندگی کے معاشی نقصانات:

آج کے دور میں علم معاشیات کو جو اہمیت حاصل ہے اور جس قدر اس نے انسانی ذہن کو متاثر کیا ہے آج انسانی معاشرہ جدید معاشی نظریات کا محتاج ہو کر رہ گیا ہے۔ جدید معاشی نظریات نے انسانی معاشروں کو اس درجہ مغلوب کر دیا ہے کہ ان نظریات کی اچھائیوں برائیوں کی بحث کے دوران برائیوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جدید معاشی نظریات نے انسان کو اس قدر پست خیالات کا مالک بنادیا ہے کہ وہ اپنی سماجی اقدار کی پرواہ کئے بغیر ایک معاشی حیوان کی سی زندگی پسند کر رہا ہے۔ اور ہر قیمت پر طلب دولت کے شوق میں اپنی سماجی اقدار اور اخلاقی پابندیوں کو جس بے دردی سے پامال کر رہا ہے۔ پہلے بھی

معاشی تعلیم کی پسماندگی

نہ تھا دنیا میں رائج پذیر اقتصادی نظام فکری اور عملی لحاظ سے مسلمان معاشرون کیلیئے زہر قائل ہے۔ مسلمانوں کی اس سے ناواقفیت کے باعث مسائل کے ساتھ ساتھ اسلامی نظام معشیت کی بقا کا مسئلہ پیدا کر دیا ہے اس تہذیبی تصادم کے دور میں اسلامی تہذیب کی بقا کا دفاع اسلام کے معاشی اصول اپنا کر ہی کیا جاسکتا ہے۔ موجودہ معاشی نظام مغربی معاشرے کی پیداوار ہے۔ تمام مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اسلام ایک منفرد معاشی نظام رکھتا ہے لیکن مادیت پسندی کے رجحان نے انہیں اسلامی نظام معیشت کی افادیت سے دور کر دیا ہے قومی خدمت کا جذبہ فطری ہے اسلام میں اس جذبے کی ترجیحات کیا ہونی چاہیں علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

"سب سے زیادہ اہم عقدہ اس مسلمان کے سامنے جو قومی کام کیلیئے اپنے آپ کو وقف کرنا چاہتا ہے۔ یہ ہے کہ کیونکر اپنی قوم کی اقتصادی حالت سدھارے اس کا یہ فرض ہے کہ ہندوستان کی عام اقتصادی حالت پر نظر غائر ڈال کر ان اسباب کا پتہ لگائے جنہوں نے ملک کی یہ حالت کر دی ہے اس کا یہ فرض ہے کہ کسی اور مسئلہ پر غور کرنے سے پہلے یہ دریافت کرے کہ ملک کی حالت میں کس حد تک ان بڑی بڑی اقتصادی قوتوں نے حصہ لیا ہے جو آج کل کی دنیا میں اپنا عمل کر رہی ہیں کسی حد تک اہل ملک کی تاریخی روایات، عادات، اوہام اور اخلاقی کمزوریوں نے حصہ لیا ہے" ے

اسلامی معاشی نظام ایک ایسا نظام معیشت ہے جس میں تمام دنیا کے انسانوں کی فلاح و بہبود موجود ہے اس نظم معیشت میں انفرادی و اجتماعی معاشی کفالت کے اصول بیان کیے گئے ہیں اس نظام میں وسائل کی تقسم اور ذرائع کا حصول اور ان کی نوعیت و اہمیت کے بارے میں انسانی فلاح کے تصور کے تحت مکمل معلومات ہماری زندگی کیلیئے رہنمائی کا ذریعہ ہیں جو کوئی فرد یا جماعت انہیں اپنے مقاصد کیلیئے استعمال کرنا چاہیے اس کیلیئے رہنمائی موجود ہے۔ اس نظام میں مخلوق خدا کی مجموعی کفالت کا حکم دیا گیا ہے اس علم میں لوگوں کے ان معاشی مسائل کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو اسلامی قدروں کا تحفظ کرتے ہیں۔

اسلامی نظام معیشت سے رہنمائی نہ حاصل کرنے کے باعث مسلمانوں کے مسائل میں اضافہ ہوا ہے اسلامی ثقافت کی روایات اور اصول زندگی نظم معیشت کے اصول سب مغربی معیشت کے اصولوں سے منفرد ہیں مگر ناعاقبت اندیش مسلمان حکمرانوں نے اسے مغربی معیشت کے تابع کر دیا ہے جس کے باعث مسلمانوں کی اقتصادی حالت دن بدن کمزور ہوتی جارہی ہے۔ جس کے اثرات دیگر شعبہ ہائے زندگی پر بھی مرتب ہونا شروع ہوگئے ہیں ان حالات کا جائزہ کینتھ ڈیوڈ (Keneth David) نے اپنے کتاب The Cultural Environment of International Business میں اس

طرح لیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

''عیسائی سوسائٹی با اعتبارزندگی دنیا میں اوّل درجہ رکھتی ہے یعنی وہاں خواندگی(Literacy) نوے فیصد سے زیادہ ہے اور تقریباً پندرہ مما لک ایسے ہیں جہاں خواندگی سو فیصد ہے جبکہ مسلم دنیا میں خواندگی کا اوسط پچاس فیصد ہے اور ایک بھی ملک ایسا نہیں ہے۔ جہاں خواندگی سو فیصد ہو۔۔۔۔۔۔۔۔تعلیم اور علم کا رشتہ معاشی ترقی سے براہ راست جڑا ہوا ہے لہذا معاشی اعتبار سے مسلم دنیا میں غربت وافلاس کی حالت نہایت افسوس ناک ہے۔ ڈیوڈ کینتھ مزید لکھتا ہے۔

The way of life and standard of living in Muslim Countries can not be altered unless the priests (Ulema) are favorable to the proposed changes.

(ترجمہ) اسلامی معاشرہ کو ترقی دنیا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ دینی رہنما اس دنیا کے بدلتے ہوئے نظام سے سمجھوتہ کرنے کیلئے تیار نہ ہوں۔[8]

اکتساب معیشت میں جمود و تعطل

عالمی سطح پر پیش آنے والے حالات وواقعات، ابھرنے والے نظریات نے آج اسلامی اور مغربی سوچ کا تعمیری انداز تبدیل کر کے ایک دوسرے کے مخالف کر دیا ہے سیکولرزم اور اسلام کی اقدار کے مابین تصادم کی کیفیت نہ صرف عالم اسلام کیلئے بلکہ پوری دنیا کیلئے توجہ طلب ہے دونوں نظریات میں فاصلہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ مسلمان معاشروں میں جمود و تعطل کی بڑی وجہ فکری زوال اور ذہنی مرعوبیت ہے۔

مغربی نظام فکر کی بنیاد ہی انسانی تعقل پر رکھی گئی ہے اس میں اللہ تعالی کی حاکمیت اور برتری کا کہیں کوئی تصور نہیں یہ فلسفہ خالص مادیت پر مبنی ہے اس کا تعلق اسلامی نظریہ حیات سے نہیں ہے۔ اب اسلامی تہذیب اور مغربی تہذیب میں جب کوئی قدر مشترک نہیں تو ان کے درمیان تصادم کی کیفیت کو کیسے روکا جائے حقائق کی تحقیق اور ترجیحات کا تعین ہی ہمیں مغربی تہذیب کی ایس مرعوبیت سے نکال سکتا ہے جس کیلئے ہر شعبہ علم اس اجتہاد و تفکر کو کام میں لایا جائے پوری دنیا کے معاشروں میں معاشی کفالت کو اسلامی اصولوں کے مطابق رائج کرنا ضروری ہے معاشی ترقی صرف وسائل معیشت کی تلاش نہیں ہے بلکہ ان وسائل کا سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے بہتر استعمال ہے علامہ اقبال نے دسمبر 1930 خطبہ الہ آباد میں انہوں نے پاکستان کا تصور پیش کیا ساتھ ہی مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی اور مقروضیت کا تذکرہ بھی کیا اسی طرح 1932 لاہور

میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

مسلمانوں نوجوانوں کی انجمنیں اس غرض کیلئے قائم کی جائیں کہ وہ اور باتوں کے علاوہ تجارت اور کاروبار کے میدان میں تنظیم کیلئے جدوجہد کریں دیہات میں کاشتکاروں کی اقتصادی بدحالی اور مقروضیت کے ازالے کیلئے ایک تبلیغی مہم چلائیں۔9

علامہ اقبال نے اپنی نظم خضرراہ میں بندہ مزدور کے نام ایک پیغام میں لکھا

اے کہ تجھ کو کھا گیا سرمایہ دار حیلہ گر ۔شاخ آہو پر رہی صدیوں تلک تیری برات
دست دولت آفریں کو مزد یوں ملتی رہی ۔اہل ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کو زکات
مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار ۔انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات
اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے ۔مشرق ومغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے 10

اقبال کو مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی اور غربت کا بھرپور احساس تھا اور مسلمانوں کی زبوں حالی کے بارے میں تحریک آزادی کے زعماء کے نام مختلف خطوط میں بھی آپ نے اپنے احساسات کا اظہار کیا علامہ اقبال 28 مئی 1937ء قائداعظم کے نام خط میں لکھتے ہیں۔

روٹی کا مسئلہ دن بدن زیادہ سخت ہوتا جارہا ہے مسلمانوں کو یہ احساس ہو رہا ہے کہ پچھلے دو سوسال سے ان کی معاشی حالت برابر گرتی جارہی ہے عام طور پر ان کا یہ خیال ہے کہ ان کا افلاس ہندو سود خواروں اور سرمایہ داروں کی بدولت ہے ابھی انہیں یہ محسوس نہیں ہوا کہ ان کے افلاس میں بیرونی استعمال کا بھی برابر کا دخل ہے مگر یہ احساس پیدا ہو کر رہے گا۔11

عالم اسلام کو نصب صدی گزرنے کے باوجود بھی فکری اعتبار سے آزادی حاصل نہیں ہے اس کے مظاہر عالم اسلام کے مجتہدین کے اختلافی بیانات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ نصف صدی کو آزادی کے بعد اسلامی مما لک نے بے مقصد اور فضول امور میں الجھ کر وقت ضائع کیا ہے۔ اس کے ذمہ دار نا عاقبت اندیش حکمران ہیں۔ جو اپنی تہذیب وثقافت سے ناآشنا ہیں۔ عالمی طاقتیں معاشی معاشرتی ثقافتی ہر سمت سے مسلمانوں کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔ سودی نظام نے اسلامی معیشت کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ دولت مند اسلامی مما لک اس نظام کے تحت اسلام دشمن طاقتوں کے غلام ہیں تاویلات کے ذریعے سے طاغوت کی بندگی کو جواز بخشا جاتا ہے اور ایسے تمام معاملات میں ہمیں پسماندگی وپسپائی کا سفر جاری رکھنے پر مجبور کیا جارہا ہے جن کے بعد اسلام اور پاکستان جیسے فکری عنوانات اور اسلامی تشخص کے خاتمے کا امکان پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی اہل مغرب کا طریقہ واردات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

[illegible] اقوام ترقی پذیر اقوام کو یہ باور کرانا چاہتی ہیں کہ مغربی تہذیب کا سہارا لئے بغیر

ترقی پانا ممکن نہیں۔ اور یہ بات انہیں معلوم ہے کہ کوئی پیرو اپنے مقتدی سے آگے نہیں جا سکتا لہذا اپنی برتری منوانے اور اسے اپنے اتباع کی ترغیب دینے کا ایک انداز یہ ہے کہ ہمیں ہمارے فکری اساس اور ثقافتی نمونے سے ہٹا کر ایسی کشمکش میں الجھایا جائے جس کی بدولت ہم اپنے نظام افکار کی نتیجہ خیزی کے یقین سے دستبردار ہو جائیں اور ان کی پیروی میں منہمک رہیں اور کبھی ایک حریف کی حیثیت سے نہ ابھریں[۱۲]

اسلام کی معاشی ترجیحات

اسلام میں حلال وحرام کا تصور انسان کے وظائف زندگی سے متعلق خیالات ومیلانات کے فطری جذبے کی عکاسی کرتا ہے اس فطری جذبے اور دینی تربیت کے ذریعے اعلی کردار سازی کا عمل مکمل ہوتا ہے انسانی زندگی کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ معاشی مسئلہ ہے اس مسئلے کے حل کیلئے اسلام قرآن وحدیث کی تعلیمی اہمیت ہر روز دیتا ہے گویا انسانی فطری طلب اور وسائل زندگی دونوں کی اہمیت سے آگاہ ہو جائے ہے اسے اللہ تعالی کی بارہ گاہ میں وسائل معیشت کے حوالے سے جواب دینا ہے اور ساتھ ہی معاشرتی رکن کی حیثیت سے وسائل کے حصول کے دوران انسانی حقوق کا خیال کرنا اس کے فرائض میں شامل ہے۔ اسلامی معاشرہ تعلیم کے باہر ان معاشروں کی تقلید کرتا ہے جن کے پاس پیغام الہی تحریف شدہ ہے جس کی وجہ سے مسائل کے حل میں، غلط در خطا کا مرتکب ہوتا ہے تقوی اور دین داری کا تقاضا یہ ہے کہ معاشی ضروریات میں قرآن وحدیث سے رہنمائی حاصل کی جائے اس طرح ترجیحات کا تعین درست ہو سکے گا۔ مثلاً:

۱۔ اللہ تعالی نے انسان کی غذا کیلئے جس قدر اچھی، پاک، حلال چیزیں زمین میں مہیا کی ہیں رغبت سے کھانی چاہیں حلال وحرام کے تعین کے بعد روک ٹوک اور پابندیاں شیطانی تلقین ہے

۲۔ ایمان کی راہ عقل وبصیرت کی راہ ہے کفر بے بصیرت اور اندھی تقلید ہے۔ جس کا اسلام سے تعلق نہیں دلیل وبرھان کے ذریعے اپنے بزرگوں، علمائے کرام کے قول وعمل کو شرعی حجت سمجھنا ہدایت کی راہ ہے۔

۳۔ قرآن مجید میں ایمان والوں کا تعلق علم وبصیرت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اندھی تقلید کرنے والوں کے سامنے علم وبصیرت کی بات ایسے ہے جیسے چوپایوں کو مخاطب کیا جائے شرعی امور میں اللہ تعالی کا خوف اور علمی بصیرت رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔

۴۔ حلال وحرام اشیاء کا تعین اللہ کی طرف سے ہے فقہاء کرام علمائے عظام نے تفصیلات بیان کی ہیں ترجیحاً حلال کا حصول اللہ کا حکم اور ایمان کا تقاضا ہے۔

۵۔ وسائل زندگی حصول معیشت کے ذریعے اور ترجیحات کار میں اہل کتاب کی پیروی متروک ہے اہل کتاب نے اللہ تعالی کے نازل کردہ کلام میں ترمیمات کیں جس کے باعث حصول معاش کے

ذریعے کو اپنے لئے مخصوص کرلیا ہمیں اسرائیلی اندازفکر سے بچنا چاہیے اور سودی ذرائع آمدنی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ارشاد ربانی ہے۔

﴿ هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ﴾۱۳

ترجمہ: "وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے "

﴿وسخرلکم مافی السموات والارض جمیعا منه﴾۱۴

ترجمہ: "اس نے زمین وآسمان کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا۔

﴿ یاایها الناس کلوا ممافی الارض حلالا طیبا﴾

ترجمہ: لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں ہے حلال اور پاک'' ۱۵

﴿ربکم الذی یزجی لکم الفلك فی البحر لتبتغوامن فضله انه کان بکم رحیما﴾۱۶

ترجمہ: تمہارا حقیقی رب تو وہ ہے جو سمندر میں تمہاری کشتی چلاتا ہے تاکہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔

﴿فاستبقوا الخیرات﴾۱۷: پس بھلائیوں کی طرف سبقت کرو۔

قرآن مجید میں محنت کی عظمت اور حصول رزق کی دوڑ دھوپ میں کوشش کرنا انبیاء کی سنت ہے اسلام میں حلال ذرائع آمدنی سے اپنی معاشی ضروریات کی تکمیل عبادت کا درجہ رکھتی ہے مسلمان کی پوری زندگی عبادت ہے اور اس کا ہر کام باعث اجر وثواب ہے حضور اکرم نے معاشی ترقی کیلئے کوشش کرنا بھلائیوں کی طرف رغبت کا ذریعہ قرار دیا ہے آپ نے فرمایا۔ "اللہ تعالی اس مسلمان سے محبت کرتا ہے جو محنت کرکے روزی کماتا ہے''۱۸

علامہ اقبال نے تمدنی ترقی وارتقاء میں معاشی حالات کو اثر انداز ہونے والے عوامل میں معاشی مسئلے کو نہ صرف اہم قرار دیا ہے بلکہ اس نظریہ کی اہمیت کے پیش نظر اسلامی تناظر میں اس کا تنقیدی جائزہ لیا ہے معاشی مسائل کی وجوہات کے ضمن میں لکھتے ہیں:

> "علم الاقتصادی انسانی زندگی کے معمولی کاروبار پر بحث کرتا ہے اور اس کا مقصد اس امر کی تحقیق کرنا ہے کہ لوگ اپنی آمدنی کس طرح حاصل کرتے ہیں اور اس کا استعمال کس طرح کرتے ہیں پس ایک اعتبار سے تو اس کا موضوع دولت ہے اور دوسرے اعتبار سے یہ اس وسیع علم کی ایک شاخ ہے جس کا موضوع خود انسان ہے۔''۱۹

آج کے دور میں معاشی ترجیحات کے بارے میں مسلمانوں نے اپنے معاشی نظریات سے بے خبری کے باعث جو انداز زندگی اختیار کیا ہے اس سے نظم معیشت کی ہر کوشش اصلاح پذیر ہونے کا امکان نہیں ہم

معاشی تعلیم کی پسماندگی

نے یورپی تقلید کے باعث اپنی ترجیحات کو غلط متعین کیا ہے ڈاکٹر برھان احمد فاروقی لکھتے ہیں:

"رائج الوقت غالب معاشی نظاموں نے معیشت کو اخلاق سے جدا کر دیا ہے۔ یہ صورت حال ہماری عمرانی ہستی کیلئے ایک فطرہ ہے ہم اس فطرے کا تدارک دور جدید کی علمی امامت اور ذہنی قیادت کا انکار کر کے ہی کر سکتے ہیں'' ۲۰

عالم اسلام کی بقاو ترقی بحیثیت نظام تمدن اور تاریخ مذاہب میں منفرد حیثیت ہے موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق ہر شعبہ تعلیم میں اصلاحات کی ضرورت ہے جدید سائنسی علوم جہاں ترقی اور طاقت کا ذریعہ ہیں وہاں بنیادی اسلامی علوم فکری انقلاب کی ضمانت ہیں دونوں شعبہ ہائے علوم یعنی دینی اور دنیاوی عالم اسلام کے دفاع کی ضمانت ہیں علمی ترجیحات میں ہر شعبہ علم کو دنیوی تقاضوں بدلتے ہوئے سیاسی حالات اور نظریاتی کشمکش کے تناظر میں ترتیب دینے کی ضرورت ہے مولانا شہاب الدین ندوی عالم اسلام کی دفاعی حکمت عملی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے دو پہلو ہیں ایک علمی اور دوسرا مادی۔ ان دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں دونوں ہی میدانوں میں کام کرنا ہے علمی حیثیت سے عصر جدید کی عقلیت وذہنیت کے مطابق نیا لٹریچر تیار کر کے علمی معرکہ سر کرنا ہے اور مادی وسیاسی حیثیت سے صنعت وحرفت کے تمام شعبوں میں ترقی کر کے خود کو ہر حیثیت سے خود کفیل بنانا اور موجودہ عالمی دوڑ اور مسابقت میں بازی جیتنا ہے یہ دونوں امور دینی، ملی، معاشی، دفاعی، ملکی، عسکری، سیاسی، اور بین الاقوامی ہر حیثیت سے اہم اور لازم وملزوم ہیں دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا اور نہ ایک دوسرے کے تعاون کے بغیر دین کی بقاو استحکام ممکن ہے ملک وملت کا دفاع وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے جو مادی شعبے میں خود کفیل بنے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا" ۲۱

ترجیحات زندگی کے اعتبار سے انسانی وجود اہم ہے کیونکہ فکری شعور پرسکون زندگی کے بغیر ممکن نہیں سیاسی آزادی کے بغیر فکری شعور ترقی نہیں کر سکتا۔ ان مسائل کے حل کیلئے اسلامی نظام زندگی سب سے اعلیٰ وافضل ہے جو پاکستان کی بقا کی ضمانت بھی ہے اور عالم اسلام کیلئے اتحاد کا باعث بھی ڈاکٹر برہان احمد فاروقی اسی تناظر میں وطن عزیز کے مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پاکستان کا مطالبہ اسلام کیلئے کیا گیا تھا اور اسلام ہی سے انحراف نے پاکستان کو تباہ کی ہے جب انسانوں پر مصیبت آتی ہے تو ان میں رجوع الی اللہ کا داعیہ بیدار ہوتا ہے اور اصلاح احوال کا تقاضا پیدا ہوتا ہے مگر جب قو میں اصلاح پزیری کی حد کو پہنچ گئی ہوں کوئی ابتلاء اور کوئی مصیبت راہ راست پر نہیں لا سکتی'' ۲۲

حوالہ جات

۱۔ القرآن سورہ الحجرات ۴۹: آیت ۱۲

۲۔ صدیقی ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن۔ مسلم نشاۃ ثانیہ۔ مطبوعات جاوید۔ کراچی ۱۹۸۹ صفحہ ۸

۳۔ ڈاؤد عسکری۔ جوئے شیر، رشید اینڈ سنز اردو بازار کراچی ۱۹۷۹ صفحہ ۱۳

۴۔ اقبال علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علم الاقتصاد۔ اقبال اکیڈمی کراچی ۱۹۶۱ صفحہ ۴

۵۔ صدیقی حفیظ الرحمٰن مسلم نشاۃ ثانیہ مطبوعات جاوید کراچی ۱۹۸۹ صفحہ ۹

۶۔ صدیقی، ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن تحریک پاکستان اور تاریخ پاکستان ادارہ مطبوعات تکبیر کراچی صفحہ ۱۴

۷۔ اقبال۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علم الاقتصاد اقبال اکیڈمی کراچی ۱۹۶۱ صفحہ ۵

۸۔ معارف فیچر سروس۔ شمارہ نمبر ۶۱۔ ۶۲ مارچ ۲۰۰۳ء ادارہ معارف اسلامی کراچی

۹۔ اقبال علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔ علم الاقتصاد۔ اقبال اکیڈمی کراچی ۱۹۶۱ صفحہ ۶

۱۰۔ اقبال۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کلیات اقبال شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۸۶ صفحہ ۲۶۳

۱۱۔ اقبال علامہ ڈاکٹر محمد اقبال۔ علم الاقتصاد۔ اقبال اکیڈمی کراچی ۱۹۶۱ء صفحہ ۹

۱۲۔ فاروقی ڈاکٹر برہان احمد قرآن مجید اور مسلمانوں کے زندہ مسائل ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۸۶

۱۳۔ القرآن البقرہ ۲۹

۱۴۔ القرآن الجاثیہ ۱۳

۱۵۔ القرآن البقرہ ۱۶۸

۱۶۔ القرآن بنی اسرائیل ۲۶

۱۷۔ القرآن البقرہ ۱۴۸

۱۸۔ بخاری تیسر الباری دوسری جلد نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۹۰ صفحہ ۱۲۵

۱۹۔ اقبال علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علم الاقتصاد اقبال اکیڈمی کراچی ۱۹۶۱ صفحہ ۲۳

۲۰۔ فاروقی ڈاکٹر برہان احمد قرآن مجید اور مسلمانوں کے زندہ مسائل ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۹۳

۲۱۔ ندوی۔ مولانا محمد شہاب الدین۔ اسلام کی نشان ثانیہ قرآن کی نظر میں مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۸۳ صفحہ ۵

۲۲۔ فاروقی۔ ڈاکٹر برہان احمد۔ قرآن مجید اور مسلمانوں کے زندہ مسائل۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۹۱ صفحہ ۲۰۳